

۱۶ دھرم ۲۸

یہ رسالہ خاص واسطے اہل تشیع کے ہے

۲۸۸۲

# قل حکموا برما نکم ان کنتم صادقین

۲۸۸۲

الحمد لله والمنه که این رسالہ شریفہ و عجاوبہ فیقہ بغرض حفاظت مذہب عوام مومنین و

شیعہ اثنا عشریہ کثرہم اللہ تعالیٰ فی البریۃ موسومہ بہ

۱۳۱۳

۱۳۱۳

# التمیز بین حق و باطل

از رشوات قلم حسان و نظم جواہر کلام ناثر تلیفات اعلام جناب مولانا حکیم سید حسین

صاحب لکھنوی المتخلص بہ گریان و قہار شاعر و ادیب

در مطبع تصوف عالم لکھنؤ طبع گردید



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تالیف تحفہ اثنا عشر مصنفہ شاہ عبدالغفر صاحب دہلوی کے دلچسپ حالات

وَنُكْرَانِ شَتَا عَلَيَّ لِنَاسٍ قَوْلُهُمْ وَلَا يَنْكُرُونَ الْقَوْلَ حِينَ نَقُولُ

خداوند عالم کا بی انتہا شکر ہے کہ جس نے ہم کو ایسی زبان گویا دی کہ جب ہم کوئی کلام لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں تو ان کے لیے حقیقی مجال سخن بند ہو جاتی ہے اور انکو بجز تسلیم کوئی چارہ کار نہیں رہتا اور اگر وہ کوئی اہم سے اہم بات اپنے خیال میں کہتے ہیں تو ہم ان کے مقابلہ میں انکار کر سکتے ہیں اور وہ بات (بفضلہ) ہماری جو دت استدلال اور قوت مقال سے مثل و راق خزان دیدہ رداور منتشر نظر آتی ہے بعض مومنی تکلمین آجکل بہت شور و غل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جنکی سلاطت کسان لائق تنبیہ ہے ہر شخص کو پہلے اپنی قابلیت و استعداد کا اندازہ کر لینا چاہیے پھر کوئی ارادہ کرنا مناسب ہے خدا کی شان ہے کہ کتاب مستطاب استقصاء الافحام اور اسکی نسبت بعض ٹیڈیران اخبار کا (جنکا فضل و کمال و تحروا طلاع خود انکے لاطائل مضامین سے ظاہر ہو) تراذخی کرنا ایک لیشیائی شاعری کا سب لفظ معلوم ہوتا ہے معاصرین صاحب عبقات الانوار و استقصاء الافحام سے



جو علمائے اہل سنت تھے انھوں نے تو قصد نہ فرمایا خود صاحب فتیٰ الکلام  
 جو بعد تصنیف استقصاء الافحام میں برس کامل زندہ رہے جنکو حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے  
 فضل عظیم سے اس قدر مہلت کثیر عنایت فرمائی تھی مگر ایک حرف کا بھی جواب نہوا حال  
 بلاد مختلفہ حیدرآباد اور بھوپال و رامپور وغیرہ میں انھوں نے کوشش تبلیغ فرمائی مگر کہیں  
 صورت کامیابی نظر نہیں آئی فی الحال یہ سنکر نہایت دل خوش ہوا تھا کہ کوئی جناب  
 مولوی لطف الرحمن صاحب شراح شفا میں وہ رحمت فرما کر استقصاء الافحام کا حق  
 تحریر فرمائینگے اور انکی تائید اور توثیق تحریری و زبانی تمامی علمائے اہل سنت نے فرما کر  
 رستم داستان بنایا مگر جواب ابھی تک امر مہموم معلوم ہوتا ہے گوریاست عالیہ بھوپال  
 سے امداد گلی کی بھی توقع تام تھی جب اصلی جواب سے حضرات اہل سنت کو ناکامی ہوئی  
 تو بعض حضرات کو یہ خیال پیدا ہوا کہ عوام اہل سنت پر عیقات الانوار اور استقصاء الافحام  
 کے لا جواب ہونیکا بھید کھل جائیگا اور عوام اہل سنت اپنے علمائے سخت سست عقیدہ  
 ہو جائینگے تو عوام الناس کو اب اس طرح تسکین دینا چاہا کہ وہ کتب لائق و قابل التفات  
 نہیں ہیں لہذا بذریعہ اخبارات کے بعض عبارات استقصاء الافحام کو مقامات مختلفہ  
 سے بخیاں اپنے لاکھڑوں الصلوٰۃ کا مصداق بنا کر عوام اہل سنت کو سمجھایا جاتا ہے اور  
 اس سبب سے اُسکے غیر ضروری الجواب ہونیکا خیال عوام کے دل پہلانا مکاحیلہ قرار دیا جاتا  
 ہے۔ قرآن مجید کی بابت بھی جب معاندین کو ایتان جواب سے عاجزی ہوئی تو غیر ضروری  
 ہونیکا بہانہ تراشا گیا چونکہ نقص نقص قرآن ناطق کے لیے بھی ایتان جواب میں  
 ناکامی ہوئی لہذا بعض اعتراضات غیر معقول عوام کو خوش کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں  
 عوام بیچارے مصطلحات حدیث و اثر اور احوال رجال سے کب باخبر ہیں کیا جانیں انکو  
 صرف اس قدر سمجھا دینا کافی ہے کہ استقصاء الافحام پر اعتراض ہو گیا اور وہ بیچارے  
 خوش ہو گئے کہ جو جناب مولانا نے فرمایا ہے وہ حق اور سچا ہو گا عوام کو کیا علم ہو سکتا ہے



کہ اعتراض حقیقی کیا ہو اعتراض واقعی اور غیر واقعی میں بہت فرق ہوتا ہے اعتراض  
 واقعی جیسا قرآن مجید پر ناممکن ہو ویسا ہی قرآن ناطق کے فصائل ثابتہ صحیحہ اور ہر اسکے  
 متعلق جو اور مقدمات ہیں انہر کوئی اعتراض حقیقی تلاش کرنا اور اسکا واقع میں ہونا ناممکن  
 ہو رہا یہ امر کہ خواہ مخواہ اعتراض کرنا قرآن صامت پر مدت سے لوگ اعتراض کرتے  
 آتے ہیں کیا معاذ اللہ ان کے اعتراضات سے سر مو کوئی نقص شان قرآن میں پیدا ہوا  
 ویسا ہی یہ امر بھی ہو اور حالت اعتراض تو یہ ہو کہ ابھی تک لوگ قرآن مجید پر اعتراض  
 کرنے سے باز نہیں آتے چنانچہ موسیٰ و نورس جرمنی نے جلسہ آثار علمیہ مستشرقین میں  
 عربی زبان پر لکھ دیا اور فصیح و عامی محاورات جو قدمائے عرب میں قبل از اسلام مستعمل تھے  
 سب کی تحقیقات کر کے بعض ایسے اوزان بتائے جو ان دنوں عربی زبان میں مطلقاً موجود  
 نہ تھے پھر اس لغوی بحث سے نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن شریف فصیح نہیں ہو بلکہ یہ پہلی کتاب ہو جو  
 عامی زبان میں لکھی گئی ہو اسی طرح استقصاء الافہام و عمقات الانوار پر اعتراض کی حالت  
 ہو کہ عوام کو اپنی طرف سے اختلاط و اختلاف سمجھا کر درست نہ رکھا جائے تو سوائے  
 یا رہ کا یہی نہیں مطالب استقصاء الافہام کے غیر قابل التفات ہونیکا اظہار خالی از  
 لطف نہیں ہو کیونکہ اس میں مقصود مضمیر ہو کہ عوام کو دھوکا ہو جائے کہ جواب استقصاء الافہام  
 ہو یا یہ بیان پر اس بابت یہ واقعہ تاریخی ذکر کرنا مناسب ہو گا کہ جب براہمہ کے جو دو سخا  
 کا آوازہ مسلمہ فرما دیا تو ایک شخص نے ہجرات کر کے ایک رقعہ اپنے مفید مطلب براہمہ  
 کے ایک سربراہ کردہ کے نام سے کسی امیر کے لیے اپنے باب میں سفارشی لکھ لیا جب اس  
 سربراہ کردہ خاندان براہمہ کو اطلاع ہوئی تو اس نے کہا کیا عیب ہو کہ اگر کسی غریب کا کام  
 میرے نام سے نکل گیا خیر کیا مرج ہو کہ اسی طرح استقصاء الافہام کے خیالی جواب کی  
 بدولت بھی انہلح مرام و نبوی اور نیز ایسے شغل علمی سے درجات اخروی کا سزاوار ہونا  
 لطف بالالطف ہو خیر پہلے بہت روز تک جو واقعات و حالات ہمارے مخاطب



فرقہ سنتیہ کے پیش نے اُن سے اعراض کیا گیا اور اِذا مَرَّ بِاللَّغْوِ مَرَّ وَاکْوَما پرناری  
 مگر جب نہایت مبالغہ دیکھا گیا تو خیال ہوا کہ شاید عوام مومنین اور مسلمین پر کوئی غیر واقع اثر ہو  
 تو بہتر اور مناسب معلوم ہوا کہ پہلے کتاب تحفۃ اثنا عشریہ کی واقعی حالت اُس کے مصنف  
 محترم کی زبانی پیش کی جائے جسکی بابت اہلسنت کا خیال ہو کہ اُس کتاب نے لاجوابی  
 کا استہرامی پٹہ کھولا یا ہو بہت مناسب ہو گا کہ پہلے اُسکی اصلی حالت عامۃ مومنین اور مسلمین  
 دیکھیں اور پھر جو کرامات اور برکات اُس کتاب میں ہیں اُنکو بھی بغور ملاحظہ کریں جب کتاب  
 تحفۃ اثنا عشریہ تالیف ہو کر شائع کی گئی اور عظمت و شان اُسکی حضرات اہل سنت کے  
 نزدیک بہت زیادہ ہوئی اُسکے ساتھ ہی متقین اہل تشیع نے اُس کتاب کی جو اصلی حالت تھی  
 وہ بھی بخوبی جانچ کر تصنیف اہل تصنیف و تالیف پر ظاہر کر دی وہ اصلی حالت ایسی ظاہر  
 ہوئی کہ مخلصین اہل سنت باوجود اپنی مزید عقیدت اور پیروی طریقت کے مصنف  
 محترم سے استکشاف حالت کرنے پر مجبور ہوئے چنانچہ مرزا حسن علی صاحب محدث تلمیذ  
 خاص مصنف نے مصنف محترم سے جو سوال کیا ہو اُسکو ہم مع نقلی ترجمہ کے مجموعہ فتاویٰ  
 عزیزی مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی السلام صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۸ مصنفہ شاہ عبدالعزیز صاحب  
 محدث دہلوی سے لکھ کر مدیہ ناظرین کرتے ہیں سوال مرزا حسن علی صاحب  
 کتاب صواعق موبقہ در رد مذہب روافض خدام اللہ تعالیٰ کہ تالیف نص اللہ کا ملی  
 مست ملاحظہ شریفہ در آمدہ یا نہ و بعد از آنکہ ملحوظ نظر فیض اخبر شدہ باشد فرقی در تصنیف  
 آن و تصنیف جناب افادت مآب کہ تحفۃ اثنا عشریہ است چیست و معاندان این دیار  
 خصوصاً روافض خدام اللہ بطریق تراش خالی و یہودہ گوئی خلی شہد و شغب میکنند کہ  
 کتاب مستطاب تحفۃ اثنا عشریہ ترجمہ صواعق موبقہ است ہر حید سوال میں معنی ماغلفہ  
 و فدویان را لاطائل و یہودہ می نماید و از جملہ بدسیی البطلان است و ہر کس کہ از مایہ علم  
 آگاہی داشته باشد این خبر را از محلی عنہ مخالف خواهد دانست لیکن بعضی کسان این نالکس را







اسلام کتاب مقبول عموم میں لفظ اگر (مکرر) واقع ہوا تو ایسا ایسا نقل کیا گیا ہے

از مختصر الاصول ابن حاحب ماخوذ دانند حالا فرق واضح شد در هر دو کتاب نظر تا تل بکار  
برده شود تا این خیال بالکلیه زائل گردد و معتمد اجاسے طعن معاندان و حاسدان وقتی  
متوجه فقیر میتوانند شد کہ این فقیر دعوی تصنیف این کتاب موجب افتخار خود دانستہ تقریر و تحریر  
بقلم زبان یا بزبان قلم کرده باشد معلوم است کہ این کتاب را تصنیف حافظ غلام حلیم بن  
شیخ قطب الدین احمد بن شیخ ابو الفیض نوشته ام اگر منظور دعوی نسبت این کتاب بخود  
می بود چرا اینقدر اخفا بنا مہای غیر معروف بعمل می آوردیم بلکہ حالا ہم ہرگز بہ نسبت این  
کتاب بطرف خود خوش نمی شوم آری اگر تفسیر فتح العزیز و امثال این تصانیف را اگر  
بہ فقیر نسبت کنند موجب شادمانی خاطر میگردد و غرض کہ منظور داین مذہب بود کہ مردم بدین  
این کتاب در آن اعتقاد دست نشوند یا ترک نمایند الحمد للہ کہ این معنی حاصل شد و نیز اگر تامل  
کنند و وافض را ہرگز جای نیست زیرا کہ این کتاب اگر ترجمہ صواعق است آخر اثبات مذہب  
اہل سنت میکنند و رد مذہب روافض نمایند اینہا را چہ کار از آنکہ تفتیش کنند کہ گویند کہست  
جواب باید نوشت و این طعن جواب نمیتواند شد آری بعض اہل سنت کہ انہا را بشہرت این  
کتاب نسبت باین فقیر عرق حسد بچوش آمدہ میخوانند کہ نسبت باین فقیر در میان نماند جواب  
سخن ایشان گذشت کہ فقیر دعوی این کتاب نمیکند و فخر خود نمی خواہد منظور فقیر غرض ازین  
مقدمات سلوک این طریق جدید برافان اولی لا یلج لب و طال لیلان را اصولی الحمد للہ کہ  
حاصل شد (ترجمہ) سوال مرزا حسن علی صاحب کبیر سے کتاب صواعق موبقہ رد  
مذہب روافض خذ لہم اللہ تعالیٰ ہن کہ تالیف نصر اللہ کابلی کی ہر ملاحظہ شریفین آئی  
یا نہیں آور بعد اسکے کہ ملاحظہ نظر فیض اثر ہوئی ہو تو وہ فرق کہ جو اسکی تصنیف اور تصنیف  
جناب افادت مابین کہ تحفہ اثنا عشریہ ہی کیا ہو سکتا ہی معاند لوگ اس دیار کے خصوصاً  
روافض خذ لہم اللہ بطریق تراثر خائی اور یہودہ گوئی کے بہت شور و شغب کرتے ہیں  
کہ کتاب مستطاب تحفہ اثنا عشریہ ترجمہ صواعق موبقہ ہی ہر چند سوال اس معنی سے ہم مخلصون



اور فدویوں کو لاطائل ور یہودہ معلوم ہوتا ہو اور از جملہ بدیہی البطلان ہو اور جو کوئی کہ  
 مایہ علم سے آگاہی رکھتا ہو گا اس خبر کو محکم غنہ سے مخالف جانیکا لیکن بعض اشخاص نے  
 اس ناکس یعنی سائل کو بہت تنگ کیا لہذا اس امر نامرضی کو موجب سمع خراشی جناب عالی  
 کا خیال کیا جواب شاہ صاحب مدوح کی طرف سے بروقت تصنیف تحفہ  
 اثنا عشریہ کتب اہل سنت سے جو رد مذہب شیعہ میں اور کتب شیعہ سے جو رد مذہب اہل سنت میں  
 تالیف ہوئی تھیں تین قسم کی کتابیں جمع تھیں قسم اول خاص مجادلہ کی اس سلسلہ میں یعنی اثبات  
 خلافت خلفائے ثلاثہ اور رد اسکی مثل نواقض لہر و افض و مرافض لہر و افض و صواعق محرقہ  
 و شجہ تخریج اہل سنت کی طرف سے اور مصائب النواصب اور رد شہادت الاغور اور اظہار الحق اور  
 سفینۃ النجاة شیعہ کی طرف سے قسم دوسری ان کتابوں کی ہو کہ جو مسئلہ امامت اور اس کے  
 شروط اور اس کے موانع میں تفصیل تصنیف ہوئی ہیں مثل بحث امامت شرح مقاصد و شرح  
 مواقف و طوابع الاوار و راجعین اہل سنت کی طرف سے اور تصانیف علامہ علی و حقائق  
 موبقہ ردین صواعق محرقہ کے اور مقدمہ شیعہ کی طرف سے تیسری قسم کی وہ کتابیں ہیں  
 جن میں تمام مذہب شیعہ کے الہیات اور معاد اور امامت اور روایت احادیث اور  
 اصول سب کور کیا ہو مثل بطلان لباطل و صواعق موبقہ تالیف نصر اللہ کابلی اہل سنت  
 کی طرف سے اور منہج الحق علامہ علی اور احقاق الحق قاضی نور اللہ شوستری امامیہ کی طرف  
 سے یہ تین قسم کے کتب تالیف تحفہ کے وقت موجود و مستحضر تھے اسوقت ترتیب صواعق  
 بہت پسند خاطر ہوئی اور اسی ترتیب سے کلام اس کتاب میں واقع ہوا اور احقاق الحق  
 اور البطلان لباطل کی بھی یہی ترتیب ہو لیکن صواعق بہت مختصر اور خوشنما نظر میں معلوم ہوئی  
 وہی ترتیب اختیار کی گئی مگر بحث تو لا اور تیسرا کتاب صواعق میں نہ تھی اور شرح حدیث  
 ثقلین بھی اس میں نہ تھی اور مسئلہ انکار نبوت و اتحاد کہ لازم مذہب شیعہ ہی تھی و بسط  
 کتاب مذکور میں نہ تھا یہ ابواب زیادہ ہوئے اور باب مطاعن اور جواب اسکا اصلاً

لے صحیح موبقہ کی ۱۲۱



کتاب میں مذکور نہ تھا اور نیز صواق میں اکتفا دلائل کلامیہ پر کی گئی تھی اور روایات کتب مامیہ سے کم لائے گئے تھے۔ تحفہ اثنا عشریہ میں ان دلائل کلامیہ کو حذف کر کے روایات امامیہ کو زیادہ کرنے کی کوشش کی گئی پس اس کتاب کو ترجمہ صواق کہنا محض ترتیب ظاہری پر نہیں ہو سکتا مانند اس بات کے مواقف کو طوالم سے اور مسلم کو مختصر الاصول بن حاجب سے ماخوذ جانیں اب فرق دونوں کتابوں میں واضح ہوا۔ دونوں کتابوں میں نظر تامل سے کام لیا جائے تاکہ خیال بالکلہ زائل ہو جائے اور معہذا جا سے طعن معاندان و حاسدان اُسوقت متوجہ فقیر ہو سکتی ہے کہ جب اس فقیر نے دعویٰ تصنیف اس کتاب کا موجب افتخار اپنا جانکر تقریر اور تحریر اقلیم بان سے یاز بان قلم سے کیا ہو یہ بات معلوم ہے کہ میں نے اس کتاب کو تصنیف حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین احمد بن شیخ ابو الفیض کی لکھا ہے اگر اپنی طرف اس کتاب کی نسبت کا دعویٰ منظور ہوتا تو کیوں اس قدر غیر معروف ناموں سے اخفا عمل میں لاتا بلکہ اب بھی ہرگز اس کتاب کی نسبت سے اپنی طرف خوش نہیں ہوتا ہوں یا ان اگر تفسیر فتح العزیز اور امثال ایسی تصانیف کی نسبت فقیر سے کرتے ہیں تو موجب شادمانی خاطر ہونا ہی غرض کہ منظور رد اس مذہب کی تھی کہ آدمی دیکھنے سے اس کتاب کے مست اعتقاد ہو جائیں یا ترک مذہب کریں الحمد للہ کہ یہ مقصد حاصل ہوا اور نیز اگر تامل کریں تو روانض کو کوئی حیلہ کہنے کی نہیں ہے اس لیے کہ یہ کتاب اگر ترجمہ صواق ہی تو آخر اثبات مذہب اہلسنت کا کرتی ہے اور رد مذہب روانض کرتی ہے۔ ان لوگوں کو کیا کام ہے کہ تفتیش کریں کہ کہنے والا کون ہے جواب لکھنا چاہیے اور یہ طعن جواب نہیں ہو سکتا ہے یا ان بعض اہل سنت کہ انکو بھی شہرت سے اس کتاب کی اور اسکی نسبت اس حقیر کی جانب ہونے سے رگ حسد جوش میں آئی ہو چاہتے ہیں کہ نسبت اس فقیر کی درمیان میں ہے جواب انکی بات کا گذر کہ فقیر دعویٰ اس کتاب کا نہیں کرتا ہے اور فرمایا نہیں چاہتا عرض فقیر کی ان مقدمات سے چلنا اس راہ جدید کا تھا اور پران صاحبان عقول و مطالبان راہ صواب کے الحمد للہ کہ حاصل ہوا دانتی اس مسئلہ کے جواب سے بے انتفا و اند صاحبان غم اور



ناظرین محققین پر ظاہر ہونگے اور جو حضرات صفت تعصب سے موصوف نہیں ہیں وہ نہایت  
 انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرما کر داد تحقیق عنایت کریں گے۔ تمہید جواب یوں شروع ہوئی تھی  
 کہ بروقت تصنیف کتاب تحفہ اقسام ثلاثہ کی کتاب میں پیش نظر تعجبین جنگی تفصیل اصل میں موجود  
 ہی مگر ان سب میں صواق کا بی کارنگ بہت بھاپا اور وہی طریقہ اس کتاب میں اختیار فرمایا  
 اور دوسرا سبب اختیار کر لیا یہ تھا کہ وہ کتاب بہت مختصر اور خوشنام معلوم ہوئی بغیر خوشنام  
 نظر میں آنایہ تو پسند ناظر ہو مگر (بسیار مختصر) اسمیں بہر شخص کو جائے کلام ہو۔ کتاب صواق کی  
 تعداد صفحات (۷۶) ہے ہر ایک قلم سے لکھی ہوئی ہے خط نسخ ہے اسکو بسیار مختصر کہنا شاعری  
 مبالغہ کی حد سے بھی متجاوز نہ ہو۔ کتاب تحفہ اثنا عشر کا وہ نسخہ جو ۲۴۰ سوال و جواب میں طبع  
 ہوا ہے اس کے بھی کل صفحات (۷۶) ہیں صرف (۱۰) صفحات اصل صواق سے زیادہ معلوم ہوتے  
 ہیں اب کہ یہ امر کہ سطور کی کمی اور زیادتی اسکا بھی شریہ یوں حل ہو گیا کہ سطور کو بھی گن لیجیے  
 (۲۱) سطر صفحہ کتاب صواق میں بخط نسخ نہیں ہے بلکہ (۲۱) سطر کتاب تحفہ اثنا عشر  
 مطبوعہ دہلی میں بخط استعیناق موجود ہیں اس سے یہ امر محقق ہوتا ہے کہ صواق ایسی خوشنام  
 معلوم ہوئی کہ شعاع من تو شدم تو من شدی کا پورا منظر دکھا دیا اب مقام حیرت اور تعجب ہو کہ  
 بنا بر معلوم حاسدین اہل سنت اور حسب خیال روانہ نص ترجمہ نے کیا شان کمال پیدا کی  
 کہ صرف کتنی کے دس صفحات زیادتی زبان فارسی کے لیے جو ترجمہ کی لازمی ایک شان ہوا  
 وہ پانچ ابواب جنکے حسب خیال خود شاہ صاحب بو عذر نہیں کافی اور وافی نظر آتے ہیں  
 اسی کو کہتے ہیں کہ دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے کیونکہ جناب شاہ صاحب ماورائے علم و عمل  
 صاحب کرامات اور مالک کشف والہامات بھی ہیں نہ اسوقت کے متکلمین خالص کی طرح جو کہ  
 تحقیقات صوفیہ کرام کے نقل کرنے میں بھی کلام فرماتے ہیں اس بنا پر کہا جاسکتا ہو کہ یہ پہلی  
 کرامات اس کتاب کی ہے کہ جو پانچ باب جنکے خود جناب شاہ صاحب بادی ہیں حالانکہ وہ سب  
 ابواب بھی نہیں ہیں انکے لیے دو دو صفحہ حالت تقسیم میں آتے ہیں حالت یہ ہے کہ جو بحثان ابواب



سے شروع کی جائے اسکے لیے صد اصفحات کافی نہیں ہو سکتے خیر یہ معاملہ فہم انسانی سے باہر  
ہو جو صاحب کشف ہوں وہی جانتے ہو گئے۔ اس بحث کو ختم کرنے کے بعد کہ آیا حجم کتاب کی مقدار  
اور اسکو صواعق سے کس قدر برابری ہو اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ جن ابواب کی نسبت یہ دعویٰ  
کیا گیا ہو کہ اسکی عدم موجودگی کتاب صواعق میں اور نسبت ایجاد اسکی خاص حضور شاہ صاحب  
کی طرف ہو اس باب میں کیا حقیقت حال ہو اور کس قدر صدق مقال سے کام لیا گیا ہو اور ابواب  
نوا ایجاد میں سے ایک باب کی نسبت یہ دعویٰ کیا گیا ہو کہ وہ کتاب صواعق میں بشرح و بسط نہ تھا  
اسکو بشرح و بسط لکھا گیا اصل باب کا وجدان ثابت ہوتا ہو باب مسئلہ انکار نبوت و اتحاد لازم  
مذہب شیعہ اس باب کی صرف شرح و بسط کرنے سے نسبت ایجاد ہوئی (۲) بحث تولا و تبراکے  
مختلف مباحث کتاب صواعق میں کیجائے تھے اسکے صورت باب میں لانے سے نسبت ایجاد ہوئی  
(۳ و ۴) شرح حدیث ثقلین اور ابواب مطاعن اصحاب ثلاثہ وغیرہم جسکی بابت یہ دعویٰ ہو کہ وہ  
اصلاً کتاب صواعق میں موجود نہ تھا وہ اصناف اور ایجاد اور تصنیف کردہ خود جناب شاہ صاحب  
ان دونوں امور کے لیے ہم بادب یہ عرض کر لے پر مجبور ہیں کہ عیاں راجح بیان کتاب صواعق نصر اللہ  
کا ہلکی نسخہ قلمیہ مکتوبہ ۱۲۶۶ کو زحمت فرما کر ملاحظہ فرمایا جائے اور جو نسخہ آپکو دستیاب ہو سکے  
اس میں ملاحظہ فرمالیں نسخہ مذکورہ حاضرہ صواعق میں تو حدیث ثقلین صفحہ (۲۵۰) پر موجود ہے  
اب رہا باب مطاعن جو صواعق میں نہ تھا اور جسکی نفی پر لفظ اصلاً سے تاکید شدید ہو اسکو بھی  
(۲۵۳) ورق سے (۲۹۵) تک مع جواب ملاحظہ فرمائیے موجود ہے جن ابواب کی یہ نسبت یہ  
ارشاد ہوا کہ وہ اصلاً کتاب صواعق میں نہیں تھے اور وہ خود جناب شاہ صاحب کے انوار  
اور افاضات سے ہیں انکی بابت تحقیق حقیقی یہ بتائی ہو کہ وہ خود صواعق میں موجود ہیں  
جسکی بابت کوئی حمایت کرنیوالا اسوقت سے تا یوم قیام تاویل غلیل بھی نہیں کر سکا اور  
یہ ادنیٰ مثال صدق مقال ہو (۵) اب رہا پانچواں امر جو اسقاط دلائل کا امیہ اور ایراد  
روافض ہو اسکے متعلق سنئے کہ کیا اصلی کیفیت ہو قاضی سنا واللہ صاحب پانی پتی دہلی



سیف مسلول کے صفحہ ۳ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ۱۳۲۸ھ میں فرماتے ہیں: "درین باب یعنی درود  
اہل حق، عالم اجل و عارف اکمل فرید الدہر و حید العصر و النضر نصیر الدین محمد المشتہر بن خواجہ نصر الدین  
الملک المدنی اصلاً و الکابلی وطناً کتابی نوشته است در غایت حسن و جمال و براعت و کمال و آن بزرگ  
کتب روانی را از تفسیر و حدیث و عقائد و فقہ و تاریخ بسیار ملاحظہ فرمودہ و عمر عزیز خود  
در ان صرف نموده اکثر اولاد در کتاب خود حجت البطل مذہب خصم و اثبات مذہب خود از کتب مستبرہ  
عند الروافضی و رورہ است این فقیر ہم حکم و ملا دض من کاس الکرام نصیب و روایات کتب  
روافضی از آن کتاب اخذ نموده و المستولک من اللہ العصمتہ و السداد" قاضی صاحب ارشاد  
فرماتے ہیں کہ خواجہ نصر اللہ صاحب کابلی نے کتاب صواعق میں بڑے بڑے کتب شیعہ سے استدلال  
کیا ہے اور نیز ابطال مذہب شیعہ کیا ہے اور انھوں نے عمر عزیز اپنی مطالعہ کتب تفسیر و حدیث و فقہ شیعہ  
و غیرہ میں صرف کی ہے نیز فرماتے ہیں کہ روایات کتب شیعہ صواعق میں اس قدر کثرت سے تھے کہ میں  
بھی بمصدق و ملا دض من کاس الکرام نصیب کے کاسہ سی کرتا ہوں اور انھیں روایات  
شیعہ کو اپنی اس کتاب میں نقل کرتا ہوں۔ اس تحریر سے علامہ یانی تی کی یہ پتہ پورا ملتا ہے کہ یہ جو  
دعویٰ کیا گیا ہے کہ تحفہ میں روایات شیعہ کو خود حضور شاہ صاحب نے وارد فرمایا ہے تو اس دعویٰ کو  
قاضی صاحب نے خود صاف کر دیا اب دعویٰ اپنی طرف جو ارشاد ہوا ہے وہ اس بنا پر ہو گا کہ شاہ  
شاہ صاحب کو منصب جلیل ولایت حاصل تھا اسوجہ سے دعویٰ اُنکے لیے سجا ہو گا بعد تحقیق ان امور  
کے جنکی نسبت دعویٰ کیا گیا تھا کہ وہ اضافہ کردہ حضور شاہ صاحب میں اور انھیں اصنافات نے  
امتیاز می شان مواقع اور تحفہ میں پیدا کی اور انھیں امور سے ترجمہ کرنے سے بالکل قائل کو انیا خیل  
بدلنا چاہیے بلکہ توبہ کرنا چاہیے مگر حیرت یہ ہے کہ جب یہ سب باتیں صواعق میں ہیں تو پھر کیا  
تو اُنم کہ ناچاہیے یہ امر ایسا ہے کہ ناظر بصیر بعد تحقیق ہو جائے ان امور کے خود رائے قائم کرے گا کہ  
تو تحقیق کر کے دکھا دینا لازم تھا واللہ تعالیٰ عنہ کہ قیاساً و ظاہراً مستفیدہ جن امور کا دعویٰ کیا  
تھا کہ وہ صواعق میں نہیں ہیں وہ سب مواقع میں موجود ہیں۔ ان امور سے تجاوز کر کے نفس



الفاظ فرمودہ جناب شاہ صاحب سے استفادہ لازم ہی پہلے جتنے امور اس مسئلہ میں بیان ہوئے  
 ان سب کو بغور پڑھ کر دیکھنا چاہیے کہ جناب شاہ صاحب نے پہلے تو دو سرے کی کتاب کو اپنی  
 طرف منتسب فرماتے ہیں بہت احتیاط سے کام لیا اور کتمان کا منہم بالشان مکان بنایا اور  
 اپنے آپ کو اور اپنے بزرگواروں کو اسامی غیر مشہورہ سے یاد فرمایا خیر یہ یہ عہد کھلا  
 اور روافض نے اثر خانی کی اور وہ اس مرتبہ پر پہنچی کہ عقیدت کیش حضرات نے مجبوری  
 بیشکام سامی مرتبت میں امر نامرضی کو پیش کیا تو عجب خیال ان پیدا ہوا اور جواب میں عجب  
 روش اختیار فرمائی کہ وہ پورا معنی کتاب وصل دارم فی طاعت جدائی کا منظر پیش کرتی  
 ہو۔ پہلے تصنیف اور اسباب کے حالات بیان ہوتے ہیں پھر صورت ظاہری کا اقتضائے فرضی  
 صواقع اور تحفہ میں بتایا جاتا ہے پھر بارگاہ دعویٰ بھی دیا جاتا ہے کہ میں اس کتاب کی  
 نسبت کرنا اپنی طرف پسند نہیں کرتا اور کبھی اس فخر و ناز کو زیبا نہیں جانتا اگر نسبت  
 ہی منظور ہوتی تو انیاد اور اپنے اسلاف کا غیر معروف نام کیوں لیتا۔ ہاے پھر قرار نہیں آتا  
 اور آئے کیونکر دل کی لگی میری ہوتی ہو ارشاد ہوتا ہے کہ بعض اہل سنت کہ جو حاسدین سے ہیں  
 وہ چاہتے ہیں کہ تحفہ ترجمہ صواقع قرار پائے اور میری نسبت درمیانی جاتی رہے یہاں پر  
 ایک مصرع بے ساختہ یاد آتا ہے کہ مع میں الزام آنکو دیتا تھا قصور اپنا نکال یا ہاں سائل مسئلہ  
 نے بیچارے روافض کو بڑے بڑے ہاتھ پھیلا کر خدلان کی بدو عادی ہی ہم یہاں سائل سے  
 بادب یہ عرض کرنے پر مجبور ہیں کہ منشاء بے ادبی جب دو فریق ہوئے تو کس قدر دعا سے  
 حاسدین اہل سنت حصہ پائینگے۔ خیر پھر اس بات پر بھی صبر نہیں آتا یہ ہدایت ہوتی ہے کہ روافض کو  
 اس بات کی کیا پڑی ہو کہ کہنے والا کون ہو کہنے والا کوئی ہو ہر حال میں ردائے مذہب کی ہو  
 آنکی یہ طعن کہ تحفہ صواقع کا ترجمہ ہی جواب نہیں ہو سکتا۔ خیر الحمد للہ اسی تفریر سے باز دعویٰ  
 پورا ثابت ہو گیا کہ یہ امر طعن یعنی ترجمہ کہنا جواب نہیں ہو سکتا۔ ترجمہ تو ضرور ہو سکتا ہے۔  
 نہیں یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ طعن جواب تحفہ نہیں ہے اور تحفہ ترجمہ صواقع نہ ہو سکتا۔



# فہرست مصنفات مطبوعہ جناب مولانا حکیم حسین صاحب المتخلص گریان

## لکھنوی مؤلف این کتاب مستطاب

مصائب الابرار ترجمہ اردو جلد عاشق بخار الانوار یہ کتاب حالات فضائل مصائب حضرت سید الشہداء روحی وادواح العالمین لہ القادر مع حالات جملہ اعزہ و اقربا و اصحاب و انصار و غیرہ تفصیل تمام مشتمل ہو اور نیز اس کتاب میں حالات جنگ مختار و ابراہیم وغیرہ بھی تفصیل مندرج ہیں مختصر تعریف یہ ہے کہ اس کتاب سے زیادہ ترجمہ اور جامع کوئی کتاب مذہب شیعہ میں نہیں ہو۔ قیمت فی جلد۔

حل المعضلات من شرح الاسباب العلامات۔ یہ کتاب عربی زبان میں اسم بامستے ہی بعض جسدہ مشکلات کتاب شرح اسباب علامات میں تھے خواہ لغوی ہوں خواہ اصطلاحی خواہ پیچیدگی عبارات کے سب سے خواہ اختصار کے سبب سے یا علاوہ اسکے وہ سب اس کتاب میں حل کر دیے گئے ہیں جسکی تفصیل اس مقام پر باعث تطویل ہے یہ کتاب طلبہ کے لیے بمنزلہ استاد شفیق ہو اور اطباء کے لیے اعلیٰ درجہ کی معین و منس و رفیق ہو تقریباً ایک سو کتب قدیمہ طبیہ وغیرہ سے اسمیں مضامین نقل کیے گئے ہیں اور ہر قول کے پہلے اسکے قائل کا نام یا نام کتاب لکھ دیا گیا ہے متن میں شرح اسباب ہو اور حاشیہ پر حل المعضلات ہو یہ کتاب و جلد ضخیم میں چھپ کر رہی ہو خوبی اسکی بیان سے باہر ہو قیمت ہر دو جلد۔

مختار لمصائب المعروف بہ مجالس حسینہ جبکہ اوّل سے آخر تک حرف بحرف سنکہ جناب سرکار شریعتہ آیات اللہ فی العالمین و حجتہ علی الہامدین صدر المحققین نجم الملتہ والدین مولانا مولیٰ اللوین ابو الفضل امّا السیدنا حسین صاحب و نیز جملہ حضرات علمائے اعلام لکھنؤ دام ظلہم العالی نے مزین بتقریظ و توثیق فرمایا ہو یہ کتاب حالات فضائل و مصائب حضرت سید الشہداء پر تفصیل مشتمل ہو اسکے بارہ حصے ہیں اور ہر حصہ اسکا تین مجلسوں پر مشتمل ہو اور اسمیں وہ روایات نقل کیے گئے ہیں جو علمائے اعلام و محدثین عالیہ مقام کے نزدیک معتبر و وثوق ہیں اور جملہ حالات اہلبیت اطہارہ روانگی مدینہ سے تا واپسی مدینہ اس کتاب میں مندرج ہیں جملہ خلاصہ اس کتاب کا طبع ہو گیا ہو اسمیں کلمہ مفید چکنا گندہ لگا یا گیا ہو اور چھپائی اعلیٰ درجہ کی ہو تقطیع ۲۰ + ۲۶

نہایت تصحیح و اہتمام سے طبع کیا گیا ہو محصول اک نہ خریدار ہو۔ قیمت فی جلد۔

مختار السعداء ترجمہ حدیث الکسا۔ ہر سالہ قابل و ذیفعہ مومنین ہو قیمت مع محصول لٹاک۔

مختار من صولہ الکاملی و تحفہ عبد العزیز یعنی تالیف تحفہ اثناعشر کے لکھچ حالات۔

المکتبہ  
الحکیم  
حسین  
گریان  
لکھنوی  
مؤلف  
این  
کتاب  
مستطاب

بکفایت مل سکتی ہیں شائقین ضرور طلب فرمائیں اور ہر دست کمال رکھنا ضروری ہے